مولانا غلام محمد گرامی

حیات بعد الممات

حکمتِ ولی اللّٰہی کی روشنی میں

(۲)

روحِ الٰہی اور روحِ ہوائی پر مختصر تبصرہ

شاہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں جو دقیق اور علمی بحث کی ہے اُس کے کچھ اقتباسات پیش کر چکے ہیں، تسہیل کے لیے اس بحث کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ شاہ صاحب کی یہ تحقیق باقی سلف کی تحقیق سے منفرد ہے۔ شاہ صاحب نے وجدانی طور پر محسوس اور معلوم کیا ہے کہ انسان کی دو رُوحیں ہیں، ایک رُوح ہوائی یعنی بدن کے بخارات لطیفہ جسے شاہ صاحب نسمہ کہتے ہیں، اور دُوسری رُوح کو قدسی اور الٰہی کہتے ہیں اور رُوحِ حقیقی کا مرکب روح ہوائی ہے۔ پس موت یہ ہے کہ انسان کے بدن سے روح الٰہی مع روح ہوائی کے جُدا ہو جاتا ہے۔ اور روح ہوائی (نسمہ) کو عالم برزخ میں اس کی قابلیت کے موافق ایک نُورانی جسم یا ظلمانی لباس دیا جاتا ہے اور شنوائی اور گویائی اور بینائی کی سب قوتیں اس کو حاصل ہو جاتی ہیں، اس طرح کہ وہ مرنے کے بعد سنتا، دیکھتا اور کلام کرتا ہے۔ عالم برزخ میں اسی نُورانی لباس یا ظلمانی لباس کی وجہ سے اس پر صدہا رنج و راحت گزرتے ہیں، اور حشر کے

دن اس کو پھر جسمانی لباس یا ایسا مناسب لباس جو عالم مثال اور جسم کے بین بین ہو پہنا کر وہاں کے عذاب و ثواب دکھائے جائیں گے۔ اور چونکہ اس رُوح ہوائی میں دو جہت ہیں، ایک جسم کی جانب ہے جس کی وجہ سے بہیمیت یعنی کھانا، پینا، شہوت و غصہ وغیرہ امور سرزد ہوتے ہیں اور دوسری روح الٰہی کے جانب۔ اس سے مَلکیّت یعنی عبادت و معرفت وغیرہ امور سرزد ہوتے ہیں۔ الغرض شاہ صاحبؒ کی نظر میں انسان عجیب خمیر اور طرفہ معجون مرکب ہے۔

مبحث دوم

حقیقتِ مَوت

حقیقتِ موت کے متعلق شاہ صاحب کی حکیمانہ باتیں بھی ان کے تفردات میں شمار کر سکتے ہیں۔

اس موضوع پر شاہ صاحب نے سب سے پہلے عناصر اربعہ کی تعریف کی ہے، ان کے اجزا کو کھول کر بیان کیا ہے۔ جدید نظریۂ ارتقاء کی حیثیت سے شاہ صاحبؒ کی یہ بحث نہایت معلومات افزا ہے۔ آگ، ہوا، پانی اور مٹی کے اجزا اور ان کی ترکیب اور خواص کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

> "اس قسم کی چیزوں کو کائنات الجو کہتے ہیں۔ پھر اس ترکیب کے بعد معدنی صورت آتی ہے جو اس مرکب مادہ پر مسلط ہو کر اس کو اپنی سواری بنا لیتی ہے اس کی نوع کے خواص اس کو عطا ہوتے ہیں اور وہ اس مادہ کے مزاج کو محفوظ رکھتی ہے۔ پھر اس کے بعد نباتی صورت آتی ہے اور اس مرکب مادہ کے جسم پر (جس کا مزاج محفوظ ہوتا ہے) مسلط ہو جاتی ہے اور اب اس میں اتنی قوت آ جاتی ہے کہ وہ مختلف اجزائے عنصری اور کائنات الجو کو بدل کر اپنے مزاج کے موافق بنا لیتی ہے تاکہ ان اجزائے عنصری

وغیرہ کو ایک کمال جو متوقع تھا بالفعل حاصل ہوجاتا ہے۔"

شاہ صاحب کی یہ تشریح ظاہر ہے کہ جدید نظریۂ ارتقاء اشیاء کے نشوونما کے جدید نظریات کے عین مطابق ہے۔ شاہ صاحب کی اس تحقیق میں ردّ و قدح کی گنجائش نہیں ہے۔

حیوانی صورت

حیوانی صورت کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس کے بعد حیوانی صورت آتی ہے جو رُوح ہوائی کو (جس میں غذا حاصل کرنے اور بڑھنے کی قوتیں موجود ہوتی ہیں) اپنی سواری بنالیتی ہے اور اس میں یہ تصرفات کرتی ہے کہ اس میں قوت حس اور قوت ارادہ پیدا کر دیتی ہے جس سے اس میں اتنا احساس اور ارادہ آجاتا ہے کہ وہ اپنی مطلوبہ اور مفید چیز کے حصول کے لیے آمادہ اور کوشاں ہوجاتی ہے اور مضر چیز سے بچنے کے لیے پیچھے ہٹ جاتی ہے۔"

انسانی صورت

شاہ صاحبؒ ان صورِ علمیہ کو بیان کرتے ہوئے آخر میں انسانی صورت پر بحث کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"پھر اس کے بعد انسانی صورت آتی ہے جو اس نسمہ یعنی رُوح کو جو بدن میں تصرف کرتی ہے اپنی سواری بنالیتی ہے۔ اور ان اخلاق و ملکات کی طرف جو کسی اچھے کام کے کرنے پر آمادہ اور بُرے کام کو کرنے سے روکتے ہیں، خاص توجہ دیتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے اس مقصد کے زیرِ نظر ان ملکات و اخلاقی قوتوں کو اجاگر کرتی اور ان کے نظام میں عمدگی پیدا کرکے ایک ضابطہ میں لے آتی ہے اور انھی کو عالمِ بالا سے حاصل ہونے والی

تمام چیزوں کی جلوہ گاہ بناتی ہے ۔ یہ بات گو بادی النظر میں کسی قدر مشتبہ معلوم ہوتی ہے لیکن جب غور کیا جاتا ہے تو ہر اثر اور نتیجہ کو اسی کے لیے اپنے علحدہ مبدا اور منبع کی طرف منسوب کرنا پڑتا ہے اور ہر صورت کو اس کی اپنی جُدا سواری پر بیٹھنا پڑتا ہے ۔

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہر صورت کے لیے ایک مادہ کا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ اس کے ساتھ وہ صورت قائم اور برقرار رہ سکے اور مادہ بھی ہر صورت کے مناسب ہونا چاہیے چنانچہ صورت کو مادے کی ایسی احتیاج ہوتی ہے جیسے موم کی اس صورت انسانی کو ہوتی ہے جو موم میں بنادی گئی ہو، چنانچہ وہ صورت انسانی بغیر موم کے وجود میں نہیں رہ سکتی ۔

لہٰذا جو شخص یہ کہتا ہے کہ نفس انسانی (یا نفس ناطقہ) موت کے بعد مادہ سے بالکل علحدہ ہوجاتا ہے، وہ غلط کہتا ہے ۔ ہاں! یہ بات ضروری ہے کہ نفس انسانی کے دو مادے ہوتے ہیں، (جن پر وہ سوار ہے) ان میں سے ایک اصلی ہوتا ہے جسے نسمہ یا رُوح ہوائی کہتے ہیں، اس کا تعلق اس سے براہِ راست ہوتا ہے ۔ اور دُوسرا عارضی ہوتا ہے جسے جسم ارضی (زمینی بدن) کہتے ہیں، اس کا تعلق بالواسطہ ہوتا ہے ۔ پس انسان جب مرتا ہے تو مادہ ارضی کے چھوٹ جانے سے اس کے نفس ناطقہ کا کچھ بھی نہیں بگڑتا، بلکہ وہ نسمہ یعنی روح ہوائی کے ساتھ جُڑا رہتا ہے، اور بالکل اس طرح رہتا ہے جیسے کسی ماہر خوشنویس کے ہاتھ اگر کٹ بھی جائیں تو اس کا ملکہ کتابت اس میں بدستور باقی رہتا ہے، یا کسی تیزرو آدمی کے پاؤں کٹ جائیں یا کوئی دیکھنے اور سننے والا

آدمی اندھا اور بہرہ ہو جائے تو جس طرح ان سب کا ملکہ بغیر اعضائے متعلقہ کے باقی رہتا ہے، بالکل اسی طرح سے نفس، روح انسانی کا حال ہے کہ وہ بغیر مادہ ارضی کے صرف نسمہ سے وابستہ رہتی ہے"

اس مختصر اقتباس سے شاہ صاحب کا مقصد بیان ظاہر ہوتا ہے کہ نسمہ اجزائے بدن کے منتشر ہونے کے بعد بھی موجود رہتا ہے اور نسمہ کے واسطہ سے نفس ناطقہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ جس طرح ہاتھ کٹنے سے کاتب کا فن کتابت محو نہیں ہوتا اسی طرح اجزائے بدن ارضی کے منتشر ہونے سے نفس ناطقہ کی معلومات اور مدرکات میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اور یہ سب کچھ شاہ صاحب کی تحقیق میں نسمہ کی کرشمہ سازی ہے۔

مبحث سوم

برزخ میں لوگوں کے مختلف حالات

شاہ صاحب نے برزخ کے حالات پر بھی حکیمانہ انداز میں کلام کیا ہے شاہ صاحب علمائے سلف اور اجماع امت کے خلاف اس مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے مقام تفرد پر فائز نظر آتے ہیں۔

شاہ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ

"عالم برزخ میں عذاب و ثواب میں مبتلا ہونا گویا خواب میں مبتلا ہونا ہے فرق صرف یہ ہے کہ یہ ایک ایسا خواب ہوتا ہے جس سے انسان حشر (قیامت) تک بیدار نہیں ہو سکتا۔ خواب دیکھنے والا دوران خواب یہ نہیں جانتا کہ یہ چیزیں جو میں دیکھ رہا ہوں ان کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہے، صرف خیال ہی خیال ہے اور نہ یہ کہ اصلی حالت میں اس کو کچھ راحت و تکلیف نہیں ہو رہی بلکہ وہ اس کو عالم... جانتا ہے اور اگر وہ ہمیشہ خواب میں رہتا

اور قیامت کو بیدار ہوتا تو حالات اصلی نہ ہونے کا یہ راز اُسے کبھی معلوم نہ ہوتا۔"

خواب کی حقیقت۔

شاہ صاحب عالم برزخ کے عذاب و ثواب کو خواب کی تمثیلی کیفیات کی موجودگی میں حل کرتے ہیں اور گویا عالم برزخ کو "عالم خواب" سے تعبیر کرتے ہیں۔ خواب کے لیے جدید نفسیات کے ماہرین فرائڈ اور ینگ وغیرہ متفق ہیں کہ انسان کے شعوری مطالبات جب زندگی میں تکمیل تک نہیں پہنچتے تو پھر لاشعور اور تحت الشعور میں دب جاتے ہیں اور نیند میں خواب کے عالم میں بیدار ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ ان کے اثرات اور نتائج بالکل وہی ہوتے ہیں جو بیداری کے عالم میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ بھی اسی نظریے کے قائل ہیں۔

چنانچہ خواب کی حقیقت کو تمثیلی انداز میں بیان کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"اور خواب کی حقیقت یہ ہے کہ ہمارے آگے وہ چیزیں حاضر ہو جاتی ہیں جو ہماری حسّ مشترکہ میں تو جمع ہوتی ہیں مگر حالت بیداری ان کی طرف خیال کرنے اور توجہ دینے سے مانع ہوتی اور روکتی ہے اور یہی بات دل میں جمائے رکھتی ہے کہ یہ چیزیں محض خیالات ہیں لیکن ہم جب سو جاتے ہیں تو ان کو ہو بہو وہی چیزیں پاتے ہیں جن کی وہ تصویریں ہوتی ہیں۔

مثلاً کبھی صفراوی مزاج والا خواب میں یہ دیکھتا ہے وہ کسی خشک جنگل میں ہے اور گرمی کا موسم ہے، سخت لو چل رہی ہے اسی اثنا میں جنگل کو آگ لگ جاتی ہے اور وہ آگ اس کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے، وہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگتا ہے مگر اسے بھاگ نکلنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی لہٰذا وہ اس آگ میں جل جاتا ہے، اور اس

طرح اس کو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے۔

اور بلغمی مزاج والا یہ دیکھتا ہے کہ سردی کی رات ہے اور وہ کشتی میں سوار ہے، نہر میں نہایت ٹھنڈا پانی بہہ رہا ہے اور سخت سرد ہوا چل رہی ہے۔ اتنے میں دیکھتا ہے کہ موجوں نے اس کی کشتی کو الٹ دیا اور وہ ڈوبنے لگا، اب وہ وہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کامیاب نہیں ہوتا اور غرق ہو جاتا ہے تب اس کو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے۔"

ان تمثیلات کو بیان کرنے کے بعد شاہ صاحبؒ سوال کرتے ہیں کہ

"اگر آپ لوگوں کے حالات کو تلاش کریں گے تو ہر شخص کو ایسا ہی پائیں گے کہ اس نے خواب میں اس قسم کے مختلف پراگندہ خیالات اور حوادث کو ضرور آرام یا تکلیف کی ایسی صورتوں میں دیکھا ہوگا جو ان خیالات اور اس شخص کی طبیعت دونوں سے مناسبت رکھتی ہوں۔"

اس بحث کے اختتام پر شاہ صاحب برزخ کے حالات اور کیفیات کے متعلق فیصلہ کن اعتماد کے ساتھ فرماتے ہیں :

"پس یہ عالم برزخ میں عذاب و ثواب میں مبتلا ہونا گویا خواب میں مبتلا ہونا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ یہ ایک ایسا خواب ہوتا ہے کہ جس سے انسان حشر (قیامت) تک بیدار نہیں ہوتا۔"

یہ تھیں برزخ کے حالات اور کیفیات جو تفصیل کے ساتھ حجۃ اللہ البالغہ میں بیان کیے گئے ہیں اور برزخ کی یہ تعبیر بھی شاہ صاحب کے علمی تفردات میں شمار کی جا سکتی ہے۔ اس سے پہلے فقط امام غزالی نے برزخ کے حالات پر مختصراً اشارات کیے ہیں۔

مبحث چہارم

حشر کے حالات

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حشر کے حالات بھی اپنی وجدانی معلومات کی بنیاد پر بیان کیے ہیں۔ اور زیادہ تر روایات مشہورہ کی تاویل کرکے فلسفیانہ اور حکیمانہ انداز میں حشر ونشر کی کیفیات کو پیش کیا ہے۔

فرماتے ہیں :

"واضح ہو کہ عام لوگوں کے نفوس ناطقہ (روح الٰہی) کا نسمہ (روح حیوانی یا روح ہوائی) سے بہت ہی گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اور وہ عالم مثال کے علوم بعیدہ کے سمجھنے میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مادرزاد اندھا ہوتا ہے کہ وہ رنگ اور روشنی کا تخیل ہی نہیں کرسکتا اور نہ ان کے تخیل کی کوئی خواہش رکھتا ہے، البتہ ایک مدت دراز اور طویل زمانہ میں مختلف صورتوں اور مثالوں کو سمجھ کر وہ ان کا تخیل قائم کرسکتا ہے۔

اسی طرح ان تمام لوگوں میں بصیرت پیدا کرنے کے لیے حشر میں کچھ واقعات کا ظہور ہوگا۔ (۱) چنانچہ جب اول اول نفوس مبعوث ہوں گے تو ان سے آسان حساب، یا مشکل حساب لے کر جزا دی جائے گی۔ (۲) اور بعض کو پل صراط پر سے گزارا جائے گا کچھ تو اس پر سے سلامتی کے ساتھ گزر جائیں گے اور کچھ خراشیں اور چوٹیں کھائیں۔ (۳) یا اس طرح ہوگا کہ ہر شخص اپنے مقتدا اور امام کے پیچھے لگ جائے گا اور اس کی پیروی میں یا تو ہلاک ہوگا یا نجات پائے گا۔ (۴) یا اس طرح ہوگا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کلام کریں گے۔ اور وہ نامہ اعمال کو پڑھیں گے۔ (۵) یا اس طرح ہوگا کہ اس کا بخل طوق

میں آئے گا اور اس کو وہ پیٹھ پر اٹھائے گا یا اس سے اس کو داغ دیا جائے گا۔ (۶) المختصر یہ سب کچھ جو ظہور میں آئے گا تو اس کے اعمال اور ادراکات اپنی اپنی صورت نوعیہ کے موافق متشکل اور مجسم ہوں گے اور وہ ہر انسان جس کا نفس پختہ اور وسیع اور روح ہوائی فراخ ہوگی تو یہ تمثیلات اور تشکلات حشریہ اس کے حق میں خوب اور کامل طور پر ہوں گے۔ (۷) اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "میری امت کو اکثر عذاب قبر میں ہی ہوگا" (۸) اور نفوس انسانی کے محفوظ شدہ اعمال ترازو کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہوں گی۔ اسی طرح نعمت الٰہی نہایت لذیذ کھانوں، شراب طہور، لباس فاخرہ، حور مہ جبین، قصور دلنشین کی صورت میں ظاہر ہوگی اور ظلمت تخلیط سے نجات پاکر نعمت الٰہی کی طرف آنے کی بہت سی عجیب و غریب طرزیں ہیں۔"

مختصر تشریحیں

(۱) تاکہ ان کے روحانی احساسات تیز ہوں اور روحانی قوت بیدار ہو جائے جو دنیاوی زندگی میں خوابیدہ ہیں۔

(۲) اس سے ان کی بہیمیت دور ہوگی اور اپنی حیثیت اصلی کو سمجھنے کا موقع مل جا سکے گا۔

(۳) اس سے ان کی ہمت بصیرت اور روحانیت میں خوب ترقی ہوگی۔

(۴) اس سے دنیاوی ظلمات کے پردے ٹوٹ جائیں گے، اور جو گمراہ تھا وہ علی وجہ البصیرت تباہ ہوگا، اور جو ہدایت یافتہ تھا وہ بھی علی وجہ البصیرت سُرخرو اور کامیاب ہوگا۔

(۵) اس سے ان کی بصیرت اور تیز ہو جائے گی اور لوگوں کو اپنے تمام اعمال

یاد آجائیں گے۔

(۶) اس سے اس پر تخیل کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

(۷) یعنی جس قدر حجابات زیادہ ہوں گے، ان کو زائل کرنے کے لیے اسی قدر زیادہ کوشش اور کاوش درکار ہوگی۔

(۸) یعنی یہ امت بہ نسبت سابقہ امتوں کے کمزور ہے اس کو تمثیلات حشریہ کی زیادہ ضرورت نہیں ہوگی۔ یہ تھوڑی سی بات سے جلد سمجھ جائیں گے۔

یہ ہیں حشر کے عجیب و غریب حالات، جو تمثیلات کی زبان میں بیان ہو سکتے ہیں۔

حرفِ آخر

آخر میں گزارش یہ ہے کہ حیات بعد الممات کے جو حالات، ہیبت ناک اور سوہان روح بنے ہوئے ہیں شاہ صاحب انھیں مادی تصور نہیں کرتے بلکہ انھیں تمثیل تصور کرتے ہیں۔ اور شاہ صاحب بتلاتے ہیں کہ موت کا ورود روح حقیقی پر نہیں ہوتا بلکہ روح ہوائی کے رشتہ کا انتشار ہی موت ہے روح الٰہی تو ازلی اور ابدی ہے اور موت سے حیات مادیہ کا انقطاع ہوتا ہے۔ باقی روح الٰہی کا ارتقاء جاری رہتا ہے نیز عذاب اور حشر کے حالات بھی ایک حد تک نفوس انسانیہ کی اصلاح اور ترقی کے لیے گویا تربیت گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جنت اور نعائم سب تمثیلات ہیں۔ موت کے بعد بدن سے روح حقیقی کا انقطاع ہوتا ہے مگر نسمہ یعنی روح ہوائی موجود رہتی ہے، ان کے اثرات اور مدرکات باقی رہتے ہیں۔ ان کے لیے فنا نہیں ہے۔ عذاب کی کیفیت خواب کی کیفیت ہے۔

موت کے بعد کے یہی حالات ہیں جن کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے:

مزا جو موت کا عاشق بیاں کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

اور ایک ہندی شاعر نے کہا ہے:

ے ماٹی کی ماٹی ، آگ اگن ، جل نیر ، پون سے پون ہوا
اب کس کو کہیے کون موئی ، اب کس کو کہیے کون موا ؟

یعنی عناصر اربعہ تو اپنے اپنے عناصر میں مدغم ہو چکے ، اب کون چیز مرگئی اور کون مرگیا ؟

اس کا حل یہ ہے کہ عناصر تو منتشر ہو گئے باقی روح الٰہی باقی رہ گئی ، اس لیے موت کا تصور روح کے لیے نہیں کر سکتے ۔

اقبالؒ نے کہا ہے :

ے موت اس زندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے :

" موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے حبیب سے ملاتی ہے "

چکبست نے کہا ہے :

ے زندگی کیا ہے ؟ عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے ؟ انھیں اجزا کا پریشاں ہونا

یہ بھی روح ہوائی کے متعلق ہے ۔

(مسلسل)